بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امام اسمٰعیل بن علیّہ

عبد الرشید عراقی

امام اسمٰعیل بن علیّہ کا شمار تبع تابعین کے مشہور زمرہ میں ہوتا ہے۔ آپ کے والد کا نام ابراہیم اور والدہ کا نام علیّہ تھا۔ ان کی والدہ بڑی صاحب علم تھیں۔ انہی کی نسبت سے ابن علیّہ مشہور ہوئے۔ امام نووی (م۶۷۶ھ) لکھتے ہیں کہ اسمٰعیل کی والدہ علیّہ بڑی سمجھدار اور عقلمند خاتون تھیں۔ امام نووی نے امراۃ نبیلۃ عاقلۃ کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ (تہذیب الاسماء واللغات ج۱ ص۱۴۰) امام ابوبکر خطیب بغدادی (م۴۶۳ھ) نے بھی امراۃ نبیلۃ عاقلۃ کے الفاظ سے ان کی تعریف کی ہے۔ (تاریخ بغداد ج ص۲۳۲) امام اسمٰعیل بن علیّہ ۱۱۰ھ میں بصرہ میں پیدا ہوئے۔ امام اسمٰعیل نے جن اساتذہ کرام سے تعلیم حاصل کی۔ خطیب بغدادی نے ان کا تذکرہ تاریخ بغداد میں کیا ہے۔ اور جن علمائے کرام نے آپ سے استفادہ کیا ان کا تذکرہ حافظ ابن حجر (م۸۵۲ھ) نے تہذیب التہذیب میں کیا ہے۔ آپ کے ممتاز تلامذہ میں امام حماد بن زید (م۱۷۹ھ) امام احمد بن حنبل (م۲۴۱ھ) امام یحییٰ بن معین (م۲۳۳ھ) اور امام علی بن مدینی (م۲۳۴ھ) شامل ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج۱ ص۲۷۵)

امام اسمٰعیل بن علیّہ جملہ علوم اسلامیہ یعنی تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، اسماء الرجال، لغت و ادب، تاریخ و انساب اور صرف و نحو میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ لیکن علم حدیث میں ان کو خصوصی کمال اور امتیازی مہارت و شہرت حاصل تھی۔

علامہ عبدالحی بن العماد الحنبلی (م۱۰۷۹ھ) نے شذرات المذہب میں امام احمد بن حنبل (م۲۴۱ھ) کا یہ قول نقل کیا ہے کہ

بصرہ میں اتقان و تثبت اسمٰعیل بن علیہ پر ختم ہے (شذرات الذہب ج۱ ص۳۳۳)

حافظ ابن حجر عسقلانی (م۸۵۲ھ) نے تہذیب التہذیب میں امام ابوداؤد طیالسی (م۲۰۴ھ) کا یہ قول نقل کیا ہے کہ

کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس نے خطاء نہ کی ہو البتہ ابن علیہ اس سے مستثنٰی ہیں (تہذیب التہذیب ج۱ ص۲۷۶)

حافظ ابن حجر (م۸۵۲ھ) نے امام یحیی بن معین (م۲۳۳ھ) کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ

کان ابن علیّہ ثقتہ ماموناً صدوقاً مسلماً و رعاً تقیاً (ایضاً ج۱ ص۲۷٦)

ابن علیہ سچے متقی اور قابل اعتماد تھے۔

امام اسمٰعیل بن علیہ کی جلالت علمی اور فضل وکمال کا ارباب سیر اور علمائے کرام نے اعتراف کیا ہے اور ان کی جلالت علمی کا یہ عالم تھا کہ کبار محدثین روایت حدیث میں ان کی مخالفت کرنے سے ڈرتے تھے۔ حافظ ابن حجر نے امام احمد بن حنبل کی یہ روایت نقل کی ہے کہ

جب امام مالک بن انس کی وفات ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے میرے لئے سفیان بن عیینہ کو ان کی جگہ عنائت کر دیا۔ پھر جب حضرت حماد بن زید کا انتقال ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کا قائم مقام میرے لئے ابن علیہ کو بنا دیا۔ (ایضاً ج۱ ص۲۷٦)

علامہ خطیب بغدادی (م۴۶۳ھ) نے بھی تاریخ بغداد میں امام احمد بن حنبل کا یہ قول نقل کیا ہے۔ (تاریخ بغداد ج۲ ص۲۳۲)

حدیث کی طرح فقہ میں بھی ان کو تبحر اور کمال حاصل تھا۔ امام نووی (م۶۷۶ھ) نے لکھا ہے کہ امام شعبہ (م۱۶۰ھ) ان کو "ریحانۃ الفقہاء" کے الفاظ سے یاد کرتے تھے۔ (تہذیب الاسماء والصفات ج۱ ص۱۲۰)

امام اسمٰعیل بن علیہ کی ایک خاص صفت یہ تھی کہ سوال سے گھبراتے نہیں تھے۔ حالانکہ بہت سے اساتذہ کرام طلباء کے سوالات سے گھبرا جاتے ہیں۔ اور طلباء کی اس عادت کو پسند نہیں کرتے۔ مگر ابن علیہ کی یہ خاص صفت تھی کہ سوالات سے گھبراتے نہیں تھے۔ بلکہ خوش ہوتے تھے۔ خطیب بغدادی (م۴۶۳ھ) لکھتے ہیں۔

كان يحب اذا مسئل ان يسئل عن الاحاديث المسندة والاسناد۔ (تاريخ بغداد ج٦ ص٢٣۴)

وہ اس بات کو پسند کرتے تھے کہ ان سے احادیث مسندۃ اور ان کی اسناد کے بارے میں سوال کیا جائے۔

امام اسمٰعیل بن علیہ کو قرآن مجید کی تلاوت اور عبادت سے بے حد شغف تھا۔ اور زہد و اتقاء میں بھی اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔ ان کی خشیت الٰہی کا یہ عالم تھا کہ بہت کم ہنستے تھے۔ اور صحیح معنوں میں فلیضحکوا قلیلا و لیبکوا کثیراً کی مجسم تصویر تھے۔ (ایضاً ج٦ ص۲۳۲)

عہدہ قضاء

امام اسمٰعیل بن علیّہ اپنے فضل و کمال اور جلالت علمی کے باعث متعدد عہدوں پر فائز رہے۔ سب سے پہلے بصرہ کے صدقات کا انتظام ان کے سپرد کیا گیا۔ اس کے بعد محکمہ فوجداری کے ذمہ دار مقرر ہوئے۔ اور آخر میں بغداد کے قاضی مقرر ہوئے۔ لیکن آپ عہدہ قضاء پر زیادہ دیر تک فائز نہ رہ سکے۔ اور امام عبداللہ بن مبارک (م ۱۸۱ھ) کی تحریک پر اس عہدہ سے مستعفی ہو گئے۔

علامہ خطیب بغدادی (م ۴۶۳ھ) اور حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) نے آپ کے عہدہ قضاء سے مستعفی ہونے کا تذکرہ بایں الفاظ کیا ہے کہ

"امام عبداللہ بن مبارک تجارت کرتے تھے۔ اور اس میں ان کو کافی نفع حاصل ہوتا تھا۔ اور یہ پیشہ امام عبداللہ بن مبارک نے اس لئے اختیار نہیں کیا تھا کہ دولت جمع کریں۔ بلکہ وہ جو نفع حاصل ہوتا تھا۔ وہ علماء اور طلباء پر خرچ کرتے تھے۔ چنانچہ امام عبداللہ بن مبارک فرمایا کرتے تھے کہ "اگر سفیان بن عیینہ سفیان ثوری، فضیل بن السماک اور ابن علیّہ نہ ہوتے تو میں تجارت کا پیشہ اختیار نہ کرتا۔"

جب ابن علیّہ بغداد کے قاضی مقرر ہوئے۔ تو ان کے زمانہ قضاء میں ایک دفعہ امام عبداللہ بن مبارک بغداد آئے۔ تو انہیں معلوم ہوا کہ ابن علیّہ بغداد کے قاضی مقرر ہو گئے ہیں۔ تو بہت آزردہ خاطر ہوئے۔ اور جو تحائف آپ ابن علیّہ کے لئے اپنے ساتھ لائے تھے۔ وہ آپ نے ابن علیّہ کو نہ بھجوائے۔ ادھر جب امام ابن علیّہ کو معلوم ہوا۔ تو خود امام عبداللہ بن مبارک کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مگر امام عبداللہ بن مبارک نے کوئی توجہ نہ کی۔ اور امام ابن علیّہ تھوڑی دیر بیٹھ کر واپس چلے گئے۔ اور دوسرے دن امام عبداللہ بن مبارک کی خدمت میں یہ خط لکھا۔

میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے لطف و کرم کا منتظر تھا لیکن

آپ نے مجھ سے کلام ہی نہیں کی معلوم نہیں جناب کو میری کونسی حرکت ایسی ناگوار ہوئی۔

امام عبداللہ بن مبارک نے ابن علیہ کا یہ خط پڑھ کر درج ذیل اشعار میں جواب دیا۔

اے دین کے ذریعہ غیروں کے اموال کا شکار کرنے والے باز تو نے دنیا اور اس کی لذتوں کو حاصل کرنے کے لئے ایک ایسا حیلہ اختیار کر لیا ہے جو دین کو تباہ کر کے رہے گا۔ پہلے تم دنیا کے مجنونوں کا علاج کرتے تھے۔ اب خود تم اس کے مجنون ہو گئے ہو۔ اب بادشاہوں کے دروازے سے بے پرواہ ہو کر تمہارا روایت حدیث کرنا کہاں گیا۔ اگر تم یہ کہو کہ مجھے (عہد قضاء کے قبول کرنے پر) مجبور کیا گیا ہے تو یہ عذر سراسر باطل ہے۔ اب تو یہ کہنا زیادہ موزوں ہے کہ حمار کیچڑ میں گر گیا۔

جب امام اسمٰعیل بن علیہ کو امام عبداللہ بن مبارک کا یہ خط موصول ہوا تو اس کو پڑھ کر ان پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ رونا شروع کر دیا اور خط پڑھنے کے بعد مجلس قضاء سے اٹھ کر خلیفہ ہارون الرشید کے پاس جا کر اپنا استعفیٰ پیش کر دیا اور خلیفہ کی خدمت میں یہ عرض کی کہ میرے بڑھاپے پر رحم فرمایئے۔ اب میں اس عہدہ پر کام نہیں کر سکتا۔

خلیفہ ہارون الرشید نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو امام عبداللہ بن مبارک نے اکسایا ہے۔ آپ نے جواب میں فرمایا

"مجھے اکسایا نہیں۔ بلکہ انہوں نے فی الحقیقت ایک مصیبت سے مجھے نجات دلائی ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی اس سے نجات عطا

فرمائے۔"

چنانچہ اس گفتگو کے بعد ہارون الرشید نے آپ کا استعفیٰ منظور کر لیا۔ اور اس کے بعد امام ابن علیہ نے امام عبداللہ بن مبارک کو یہ اطلاع بھجوائی کہ میں عہدہ قضاء سے سبکدوش ہو گیا ہوں۔ امام عبداللہ بن مبارک نے یہ جب سنا تو بہت خوش ہوئے۔ اور حسب سابق رقم کی ایک تھیلی ابن علیہ کو بھیج دی۔ (تاریخ بغداد ج۲ ص۲۳۵۔ ۲۳۶۔ تہذیب التہذیب ج۱ ص۲۷۸)

وفات

۲۴ یا ۲۵ ذی قعدہ ۱۹۳ھ بغداد میں امام اسمٰعیل ابن علیہ نے انتقال کیا۔ (شذرات الذہب ج۱ ص۳۳۳) اور قبرستان ابن مالک میں دفن ہوئے۔ (تاریخ بغداد ج۶ ص۲۳۵) نماز جنازہ ان کے صاحبزادے امام ابراہیم نے پڑھائی (تہذیب الاسماء ج۱ ص۱۲۰)

بقیہ: نکاح کے مسائل

خلوت نہ کرے جو اس کے لئے حلال نہیں ہے کیونکہ ایسا کرنے سے تیسرا شیطان بھی ان میں گھس آتا ہے البتہ محرم انسان اس حکم امتناعی سے مستثنیٰ ہے لہذا اپنی منگیتر کو دیکھنے کے علاوہ سوال میں ذکر کردہ دوسرے کام کبیرہ گناہ ہیں جن سے اجتناب ضروری ہے۔ واللہ اعلم بالصواب